Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

# The Indicative Interpretations Of The Sufi Term "Tawakul" In Tafsir Tustari And Tafsir Bayan Al-Quran

# تفسیر تُستری اور تفسیر بیان القرآن (مولانا اشرف علی تھانویؒ) کی روشنی میں قرآنی اصطلاح "توکل" کی اشاری تعبیرات

**Authors Details**

**1. Nasira Sharif (Corresponding Author)**
PhD Scholar, Department of Quran and Tafsir, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan; Assistant Professor of Islamic Studies, Government Associate College, Dhoke Kala Khan, Rawalpindi, Pakistan.
nasirashareef786@gmail.com

**2. Dr Hafiz Muhammad Arshad Iqbal**
Assistant Professor, Department of Quran and Tafsir, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan.

**Citation**

Sharif, Nasira and Dr Hafiz Muhammad Arshad Iqbal " The Indicative Interpretations Of The Sufi Term "Tawakul" In Tafsir Tustari And Tafsir Bayan Al-Quran"Al-Marjān Research Journal, 3,no.1, Jan-Mar (2025): 382–392.

**Submission Timeline**

**Received:** Dec 14, 2024
**Revised:** Dec 30, 2024
**Accepted:** Jan 10, 2025
**Published Online:**
Jan 22, 2025

Article QR

**Publication, Copyright & Licensing**

**Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.**
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

# The Indicative Interpretations Of The Sufi Term "Tawakul" In Tafsir Tustari And Tafsir Bayan Al-Quran

# تفسیر تُستری اور تفسیر بیان القرآن (مولانا اشرف علی تھانویؒ) کی روشنی میں قرآنی اصطلاح "توکل" کی اشاری تعبیرات

☆ ناصرہ شریف ☆ ڈاکٹر محمد ارشد اقبال

**Abstract**

Tafsir al-Ishari, a mystical interpretation of the Quran, finds its foundational roots in *Tafsir Tustari*, often regarded as the mother of all Sufi exegeses. On the other hand, Maulana Ashraf Ali Thanvi's *Bayan al-Quran* addresses similar esoteric themes under the category of *Masā'il al-Sulūk* (spiritual matters). This study explores the similarities and differences between these two influential commentaries in their interpretations of the Sufi term *Tawakul* (trust in Allah). According to Imam Sahl al-Tustari, *Tawakul* signifies complete detachment from worldly means, considering them unnecessary for spiritual reliance. In contrast, Maulana Thanvi emphasizes a balanced approach, advocating for sincere effort and the utilization of available resources while maintaining absolute trust in Allah's will. Despite their differences, both exegetes concur that all worldly causes remain ineffective without divine sanction. This research highlights how *Tafsir al-Ishari* presents *Tawakul* through symbolic and mystical expressions, shaping the Sufi understanding of reliance on Allah. By examining these perspectives, the study sheds light on the broader discourse of Sufi spirituality and its interpretative nuances in Quranic exegesis.

**Keywords:** Tafsir, Sufism, Tawakul, Spirituality, Exegesis.

## تعارف موضوع

توکل مقامات صوفیہ میں سے ایک مقام ہے اور یہ مقام صبر سے اگلا مقام ہے انسان اللہ تعالی کی رضا خوشنودی کے لیے مشکلات و مسائل پر صبر کرتے ہوئے توکل کی سیڑھی پر چڑھتا ہے۔ توکل ایک روحانی اور اخلاقی تصور ہے جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے اور اس کی

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان؛ اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج، دھوک کالا خان، راولپنڈی، پاکستان۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

مرضی کو قبول کیا جائے چاہیے۔ توکل اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد کرنے کا نام ہے۔ توکل کے معنی یہ ہیں کہ اسباب و تدابیر کو اختیار کرتے ہوئے فقط اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ کیا جائے اور تمام کاموں کو اسی کے سپرد کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت میں اسی طرف اشارہ فرمایا۔

﴿وَمَن يَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسۡبُهُۥٓ﴾[1]

(اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی (اصلاح مہمات) کے لیے کافی ہے)

تفسیر تُستری کو اشاری تفسیر کے ضمن میں اُمہات الکتب کا درجہ حاصل ہے اس تفسیر میں مفسر نے تفسیر اشاری کے ساتھ ساتھ ظاہری تفسیر کو بھی بیان کیا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر بیان القرآن میں اشاری نکات "مسائل السلوک" کے تحت بیان ہوئے ہیں۔ ذیل میں انہی دونوں تفاسیر کی روشنی میں قرآنی اصطلاح توکل کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

## تفسیر تُستری اور تفسیر بیان القرآن میں توکل کی اصطلاح

صوفیہ نے توکل کی مختلف تعبیرات کی تشریح کی جاسکتی ہے۔ سہل بن عبد اللہ تستریؒ کے نزدیک توکل کی علامت یہ ہے کہ انسان دنیا کے جاہ و مال اور اس کے اسباب سے بے پرواہ ہو جائے اور اس کی نظر صرف اللہ کی رضا اور قربت پر ہو۔ دوسری طرف مولانا اشرف علی تھانویؒ توکل سے مُراد یہ لیتے ہیں کہ انسان دنیاوی وسائل، مال و دولت اور طاقت کے ساتھ اللہ کی مدد پر انحصار کرے، توکل کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی پوری کوشش کرے، پھر اس کے بعد اللہ پر بھروسہ کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ کی مشیت پر راضی ہو، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے کام میں اخلاص اور محنت کو ترک نہ کرے۔ مولانا کا تصورِ توکل اس کے برعکس جامع اور قرآنی آیات سے ہم آہنگ نظر آتا ہے، بعض صوفیاء کرام نے توکل سے غلط استدلال بھی کیا ہے جس کی نشان دہی مولانا اشرف علی تھانویؒ نے خود بھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿رَّبَّنَآ إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ﴾[2]

(اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک (کف دست) میں میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں تھا آباد کرتا ہوں)

اس بارے میں لکھتے ہیں

"بعض غالی صوفیاء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اپنے اہل و عیال کو توکل پر ایسی جگہ رکھنا جائز ہے جہاں کچھ سر و سامان نہ ہو مگر یہ استدلال اس لیے غلط ہے کہ یہ رکھنا وحی سے تھا تو اس پر دوسرے فعل کو جو بلا وحی ہو جیسے قیاس کیا جاسکتا ہے

[1] Al-Ṭalāq, 65:3.

[2] Ibrāhīm, 14:37.

جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے پوچھا کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے حکم کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں، انہوں نے کہا وہ ہم کو ضائع نہ کریں گے۔"[3]

بظاہر کچھ چیزیں تقویٰ کے منافی معلوم ہوتی ہیں لیکن اگر ان کا بنظر غائب جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ تقوی کے برعکس نہیں مثلاً جب حضرت عیسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کفر محسوس کیا تو کہا کہ **من انصاری الی اللہ**۔۔۔ یہاں مدد طلب کرنا توکل کے منافی نہیں بلکہ درحقیقت اللہ تعالی کے یہ بندے ہی اللہ تعالی کی مدد کے مظہر ہیں اس لیے جب دین کے معاملات میں اللہ کے بندوں سے مدد طلب کی جائے گی تو ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دین کی مدد کریں اور یہ توکل کے ہرگز منافی نہیں ہے۔ توکل کا مقام دل ہے جب بندے کے دل میں یہ بات اچھی طرح بیٹھ جائے کہ تقدیر اللہ کی طرف سے ہے تو پھر اگر کوئی چیز مشکل ہو تو اس کو تقدیر سمجھ کر وہ اس پر رضا کا اظہار کرتا ہے

﴿ فَأَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًا ﴾[4]

(سو آپ ان کی طرف التفات نہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیجیے اور اللہ تعالیٰ کارساز کافی ہے)

امام سہل بن عبد اللہ تستریؒ کے ہاں توکل کا مفہوم یہ تھا کہ انسان کو اپنے دل سے تمام اسباب و وسائل کو دور کرکے صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ان کے مطابق، انسان کا یقین اور اعتماد ہر چیز سے پہلے اللہ پر ہونا چاہیے، کیونکہ اللہ کی مشیت ہی ہر چیز کے پیچھے کار فرما ہے۔ امام تُستریؒ سے جب "توکل" کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

> **التوکل طرح البدن فی العبودیة ،و تعلق القلب بالربوبیة ،والتبری من الحول وقوة۔قیل له: ما حقیقة التوکل فی الاصل؟فقال: حقیقة التوکل فی الاصل الاقرار بالتوحید ،و فی الفرع علم الساعة،و فی السکون المعانیة۔ثم قال:لا تجزعوا من التوکل فانه عیش لاهله، قیل من اهله؟ قال :الذین خصوا بالخصوصیة ،فقیل له :لو زدت لنا وضوحا۔۔(فقال سهل):ان العلوم کلها ادنی باب من التعبد،و جملة التعبد ادنی باب من الورع،و جملة الزهد ادنی باب من ظهور القدرة ،ولا تظهر القدرة الا للمتوکل ،و لیس للتوکل غایة ووصف یو صف به،و لا حد یضرب له بالامثال ،ولا غایة ینتهی الیها۔فقیل له: صف لنا بعضه، فقال:ان المتوکل له الف منزل،اول منزل منه المشی فی الهواء،قیل له: بما ذا یصل العبد الیه؟فقال: ان اول الاشیاء المعرفة ،ثم الاقرار،ثم الاسلام،ثم الاحسان ،ثم التفویض ،ثم التوکل،ثم السکون الی الحق جل و عز فی جمیع الحالات۔وقال:لا یصح التوکل الا للمتقی ،قیل ماالتقوی ؟قال: کف الاذی۔**[5]

(بدن کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگا دینا اور دل کو اللہ تعالیٰ سے جوڑ لینے اور طاقت و قوت سے براءت ظاہر کرنے کا نام " توکل " ہے۔ اُن سے کہا گیا کہ اصل میں "توکل" کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا۔۔۔ اصل میں " توکل " کی حقیقت وحدانیت کا

---

[3] Thānwī, Ashraf ʿAlī. *Tafsīr Bayān al-Qurʾān* (Lahore: Maktaba Raḥmāniya), 2: 310–311.

[4] Al-Nisā', 4:8.

[5] Tustarī, Sahl ibn ʿAbd Allāh. *Tafsīr Tustarī* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīya), p. 23.

اقرار کرنا ہے اور فرع میں میں قیامت کا علم ہے اور خود کو اطمینان میں دیکھنا ہے۔ پھر فرمایا "توکل" سے مت گھبراؤ، اس لیے کہ وہ توکل کرنے والوں کے عیش و آرام کا سبب ہے۔ پوچھا گیا متوکل کون ہے؟ فرمایا۔۔۔ جنہیں امتیازی خصوصیتوں سے خاص کر لیا گیا ہو۔ اُن سے کہا گیا کہ کاش آپ ہمارے لیے اور وضاحت فرما دیتے۔ تو مصنف نے فرمایا۔۔۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام عُلوم، بندگی کے سب سے زیادہ قریب دروازے ہیں، اور تمام بندگی حقیقی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور تمام زہد و تقوی قدرتِ الٰہی کے ظہور کے سب سے قریب تر دروازہ ہیں اور قدرت الٰہی بھروسہ کرنے والے کے لیے بھی ظاہر ہوتی ہے اور "توکل" کی کوئی ایسی انتہا اور ایسا وصف نہیں جس کی وصف بیان کی جائے اور نہ ہی اس کی کوئی حد ہے جن کی مثالیں دی جائیں اور نہ ہی کوئی انتہا ہے جہاں ختم ہو جائے۔ پھر اُن سے کہا گیا کہ ہمیں اور واضح طور سے بیان کیجیے تو انہوں نے فرمایا۔۔۔ کہ متوکل کے لیے ایک ہزار منزلیں ہوتی ہیں ان میں سب سے پہلی منزل ہوا میں پرواز کرنا ہے۔ پھر پوچھا گیا کن اعمال کے ذریعے بندہ اس تک پہنچ سکتا ہے۔ فرمایا۔۔۔ سب سے پہلی چیز معرفتِ الٰہی ہے پھر اقرار، پھر اسلام، پھر نیکی واحسان، پھر سپردگی، پھر "توکل" کا مقام ہے۔ پھر تمام حالتوں میں راضی بارضا رہنا ہے۔ مزید فرمایا "توکل" متقی پرہیزگار کے لیے اچھا ہے۔ پوچھا گیا تقویٰ کیا ہے؟ فرمایا۔۔۔ ایذا رسانی سے باز رہنا۔)

وہ دنیاوی وسائل کو غیر ضروری سمجھتے تھے اور اس بات پر زور دیتے تھے کہ اللہ پر توکل کرنے والا شخص دنیا کی فانی حقیقتوں سے بے رغبتی رکھتا ہے۔ ایک اور جگہ توکل کی وضاحت یوں فرمائی۔ ﴿عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ﴾[6] (اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں)

**فسئل ما حقيقة التوكل؟ قال:الا ستر سال مع الله تعالى على مايريد ،فقيل : ما حق التوكل؟فقال:اوله العلم و حقيقيه العمل۔**[7]

(پوچھا گیا کہ توکل کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا۔۔۔ کہ اپنے ارادے کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا، پھر سوال ہوا کہ توکل کا حق کیا ہے؟ فرمایا۔۔۔ اس کا سب سے پہلا حق علم ہے اور اس کی حقیقت عمل ہے۔)

﴿وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡحَيِّ ٱلَّذِي لَا يَمُوتُ﴾[8]

(اور اس حی لایموت پر توکل رکھے)

یہاں مفسرؒ نے کسب اور توکل کے درمیان ایک ربط قائم کیا ہے۔ ابن سالم کے ایک قول کو ذکر کرتے ہیں، جب اُن سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ دونوں میں سے مخلوق کو کس کا پابند پاتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا:

**التوكل حال رسول الله ﷺ ،والكسب سنته،و انماسن الكسب لهم لضعفهم حين اسقطوا عن درجة التوكل الذى هو حاله ،فلم يسقطهم عن درجة طلب المعاش بالكسب الذى هو سنته،ولو لا**

---

[6] Yūsuf, 12:67.

[7] Tustarī, *Tafsīr Tustarī*, p. 7.

[8] Al-Furqān, 25:58.

**ذلک لهلکوا۔قالسهل:من طعن فی الکسب فقدطعن فی السنة،و من طعن فی التوکل فقد طعن فی الایمان ۔**[9]

(توکل نبی کریم ﷺ کی حالت ہے اور کسب سُنت ہے۔کسب اُن کے لیے سُنت ہے اُن کی کمزوری کے سبب۔جب وہ توکل کے اُس درجہ سے نیچے آگئے جو سرکار ﷺ کی حالت ہے تو طلبِ معاش کے درجے سے اُس کسب کے ذریعہ نہیں گرے گا جو کہ آپ ﷺ کی سُنت ہے۔اگر یہ بھی نہ ہوتا تو وہ ہلاک ہو جاتے۔

مفسرؒ نے کہا۔۔جس نے کسب میں طعن کیا گویا اُس نے سُنت میں کیا۔اور جس نے توکل میں طعن و تشنیع کیا، گویا اُس نے ایمان میں طعن کیا۔)توکل کا جو تصور امام تُستریؒ کے ہاں ہے اس کے مطابق انہوں نے توکل کو رسول اللہ ﷺ کی حالت قرار دے کر ممتاز کر دیا اور عوام کے لیے کسب کو کم از کم لازمی قرار دیا کیونکہ توکل کو حالت بنانا سب کے لیے ممکن نہیں۔ایک اور مقام پر فرمایا:

**أوّل مقام في التوكّل : أن يكون العبدُ بين يدي الله عزوجل كالميّت بين يدي الغاسل، يقلبه كيف شاء، لا يكون له حركة ولا تدبير۔**[10]

(توکل کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے ایسے ہو، جس طرح غسل دینے والے کے سامنے مردہ ہوتا ہے کہ جس طرح چاہتا ہے اسے پلٹتا ہے، نہ وہ حرکت کر سکتا ہے نہ کوئی تدبیر۔)

سہل بن عبد اللہ تستریؒ کے ہاں توکل کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ انسان کو ہر حالت میں اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے۔چاہے انسان کی زندگی میں خوشی ہو یا غم، کامیابی ہو یا ناکامی، توکل کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اللہ کی حکمت کو سمجھتے ہوئے ہر حالت میں سکون اور اطمینان کے ساتھ رہے۔سہل بن عبد اللہؒ نے متوکل کی علامات بھی ذکر کی ہیں۔**علامة المتوكل ثلاث : لا يسأل، ولا يرد، ولا يحبس۔**[11](سہل بن عبد اللہؒ نے فرمایا کہ متوکل کی تین علامتیں ہیں: وہ نہ تو کسی سے مانگتا ہے، نہ کسی چیز کو رد کرتا ہے اور نہ اپنے پاس کچھ روکے رکھتا ہے۔)﴿فَٱبۡتَغُواْ عِندَ ٱللَّهِ ٱلرِّزۡقَ﴾[12](سو تم لوگ رزق خدا ہی کے پاس سے تلاش کرو)(یعنی اس سے مانگو کہ مالک رزق وہی ہے)

**اطلبوا الرزق بالتوکل لا بالکسب فان طلب الرزق بالکسب طریق العوام۔**[13]

(رزق طلب کرو توکل کے ذریعے، نہ کہ کمائی کے ذریعے۔کیونکہ کمائی کے ذریعے رزق تلاش کرنا عوام کا طریقہ ہے۔)

---

[9]Tustarī, *Tafsīr Tustarī,* p. 209.

[10] Qushayrī, ʿAbd al-Karīm ibn Hawāzin. *Al-Risāla al-Qushayrīya,* trans. Muḥammad Wasīm Akram al-Qādirī (Lahore: RR Printers), p. 63.

[11] Qushayrī, ʿAbd al-Karīm ibn Hawāzin. *Al-Risāla al-Qushayrīya*, 63

[12] Al-'Ankabūt, 29:17.

[13] Tustarī, *Tafsīr Tustarī,* p. 26.

اس کے برعکس مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نزدیک توکل یہ نہیں کہ اسباب کو چھوڑ دیا جائے، وہ اللہ سے مانگنے کو مخلوق سے مانگنے سے الگ تصور کرتے ہیں، لیکن بعض جگہ انہوں نے مخلوق سے مدد طلب کرنے کو بھی اللہ سے مدد طلب کرنا ہی شمار کیا ہے کہ دنیاوی اسباب اور وسائل اللہ کی طرف سے ہی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے بھی اسباب اور وسائل ہیں، وہ اللہ کی مشیت سے ہیں، اور توکل کا مطلب یہ ہے کہ انسان ان اسباب کو اپنا مددگار سمجھے، لیکن اس کا مکمل انحصار اللہ پر ہو۔

فرماتے ہیں:

> "مندرجہ ذیل آیت میں اسباب کا اثبات ہے اور ان سے متنفع ہونے کی مشروعیت پر دلالت ہے اور یہ علی الاطلاق منافی توکل نہیں۔"[14]

﴿وَهُوَ ٱلَّذِي جَعَلَ لَكُمُ ٱلنُّجُومَ لِتَهۡتَدُواْ بِهَا فِي ظُلُمَٰتِ ٱلۡبَرِّ وَٱلۡبَحۡرِ﴾[15]

(اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے (فائدے) کے لیے ستاروں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم ان کے ذریعے اندھیروں میں خشکی میں بھی اور دریا میں بھی رستہ معلوم کر سکو)

لیکن مولانا تھانویؒ نے بھی اس بات کو سمجھایا ہے کہ اسباب کو اختیار کرتے ہوئے یہ یقین بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی مسبب الاسباب ہے ،لہٰذا اُمید اور اعتماد کا تعلق صرف اللہ ہی کی ذات سے ہونا چاہیے۔ پھر اُس سے تعلق مضبوط کر کے اسباب کے اختیار پر توجہ دی جائے۔ اس بات کا حکم اس آیت مبارکہ میں بھی ملتا ہے۔

﴿وَ مَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزۡقُهَا﴾[16]

(اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے ذمہ نہ ہو

"اس میں ترغیب عظیم ہے توکل فی الرزق کی اور روح میں ہے کہ اگر اسباب کو اس اعتقاد کے ساتھ اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ مسبب ہے اور یہ اعتقاد نہ ہو کہ بدوں اسباب کے رزق حاصل نہیں ہوتا تو یہ توکل کے منافی نہیں خلاصہ یہ ہے کہ وثوق اور ربطِ قلب حق تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہیے۔"[17] یہاں متوکلین کے لیے یہ بھی ہدایت ہے کہ جس طرح اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنا ہے ویسے ہی ان کو شیطان سے بھی ہرگز خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔

﴿وَٱللَّهُ أَعۡلَمُ بِأَعۡدَآئِكُمۡۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَلِيّٗا وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ نَصِيرٗا﴾[18]

---

[14] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 1: 580.

[15] Al-Anʿām, 6:97.

[16] Hūd, 11:6.

[17] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 2: 207.

[18] Al-Nisā', 4:45.

(اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے)

"اعداء چونکہ شیاطین کو بھی عام ہے تو آیت دلیل ہے اس پر کہ متوکلین کو شیطان سے خوف نہ کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اعداء سے کفایت کا وعدہ فرمایا ہے۔"[19]

﴿ وَلَئِنْ أَذَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَٰهَا مِنْهُ إِنَّهُۥ لَيَـُٔوسٌ كَفُورٌ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ ذَهَبَ ٱلسَّيِّـَٔاتُ عَنِّىٓ ۚ إِنَّهُۥ لَفَرِحٌ فَخُورٌ ۝ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ ﴾[20]

(اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ نااُمید اور ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں تو (ایسا اتراتا ہے کہ) کہنے لگتا ہے کہ کیا سب دکھ درد رخصت ہوا (اب کبھی نہ ہوگا) وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر کو لوگ مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے)

"یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بندے کو ہر حال میں عیش ہو یا بلا ہو حق تعالیٰ ہی پر وثوق اور توکل ہونا چاہیے چنانچہ انسان کی طبعی حالت کو بیان فرما کر رحمت کے بعد شدت ہونے پر یاس و کفران اور مصیبت کے بعد نعمت ہونے سے فرح اور فخر کرنا ہے صابرین کو مستثنیٰ فرما کر مضمون بالا کی طرف مشیر ہے۔"[21]

ایسا اس لیے بھی ہے کہ تمام کے تمام اسباب بھی اللہ ہی کے ہیں۔ سورۃ الحجر میں فرمانِ ربی ہے:

﴿وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَآئِنُهُۥ﴾[22]

(ہمارے پاس سب کے خزانے کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں)

"اس میں اشارہ ہے حقائق توکل و قطع اسباب **واعراض عن الالتفات الاغیار** کی طرف۔"[23]

حضرت نوح علیہ السلام اور اُن کے بیٹے کے قصے سے بھی اسباب اور مسبب الاسباب کے درمیان ربط کو واضح کیا ہے۔

﴿ وَنَادَىٰ نُوحٌ ٱبْنَهُۥ وَكَانَ فِى مَعْزِلٍ يَٰبُنَىَّ ٱرْكَب مَّعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ ٱلْكَٰفِرِينَ ۝ قَالَ سَـَٔاوِىٓ إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِى مِنَ ٱلْمَآءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ ٱلْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ ٱللَّهِ إِلَّا مَن رَّحِمَ ﴾[24]

---

[19] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 1: 364.

[20] Hūd, 11:9.

[21] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 2: 208.

[22] Al-Ḥijr, 15:21.

[23] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 2: 316.

[24] Hūd, 11:42–43.

(اور نوح علیہ السلام نے اپنے (ایک سگے یا سوتیلے) بیٹے کو پکارا اور وہ (کشتی) سے علیحدہ مقام پر تھا کہ میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور (عقیدے میں) کافروں کے ساتھ مت ہو۔ وہ کہنے لگا کہ میں بھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی میں غرق ہونے سے بچا لے گا۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے بچانے والا کوئی نہیں (نہ پہاڑ نہ کوئی اور چیز) لیکن جس پر وہی رحم کرے)

"اس میں دلیل ہے کہ اسباب **ماذون فیھا** کی مباشرت توکل کے منافی نہیں جیسے کشتی نوح میں سوار ہونا۔ البتہ اسباب **غیر ماذون فیھا** کی مباشرت منافی توکل ہے جیسے کنعان کا پہاڑ کی پناہ لینا۔"[25] اسی طرح دُعا اور کمال توکل میں تنافی نہیں۔[26] دلیل میں آیت ذکر کرتے ہیں۔﴿رَبِّ ٱشۡرَحۡ لِي صَدۡرِي﴾[27] (اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کر دیجیے)

عمومی طور پر اسباب کو اختیار کرنا بھی توکل کے منافی نہیں ہے دلیل میں آیت ذکر کرتے ہیں۔

﴿وَعَلَّمۡنَٰهُ صَنۡعَةَ لَبُوسٖ لَّكُمۡ﴾[28]

(اور ہم نے ان کو زرہ (بنانے) کی صنعت تم لوگوں کے (نفع) کے واسطے سکھائی)

"اس سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ دستکاری سے معاش حاصل کرنا اور دوسرے یہ کہ اسباب عادیہ کا استعمال کرنا توکل کے منافی نہیں۔"[29]

ایک اور مقام پر مولانا اشرف علی تھانویؒ نے حضرت ہود علیہ السلام کے توکل کی تعریف کی ہے۔﴿فَكِيدُونِي جَمِيعًا﴾[30] (سب مل کے میرے ساتھ (ہر طرح کا) داؤ گھات کر لو) "اس سے حضرت ہود علیہ السلام کا بڑا قوی توکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ ان تمام جبابرہ معتمر دین میں تنہا تھے پھر بھی آپ نے ان کی اور ان کے معبودوں کی کیسی مذمت کی اور ان کو کیسے مشتعل کر دیا۔"[31]

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱلۡعَزِيزِ ٱلرَّحِيمِ﴾[32]

(اور آپ خدائے قادر رحیم پر توکل رکھیے)

---

[25] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 2: 219.

[26] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 2: 462.

[27] Ṭāhā, 20:25.

[28] Al-Anbiyā’, 21:79.

[29] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 2: 500.

[30] Hūd, 11:55.

[31] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 2: 224.

[32] Al-Shu‘arā’, 26:217.

"اس میں تعلیم ہے مقام توکل کی جو کہ معروف و اتفاقی ہے۔"[33]

مولانا تھانویؒ نے اگرچہ اسباب کے استعمال کو درست تسلیم کیا ہے لیکن اوپر کی آیات سے اس بات کی نشان دہی کی ہے کہ انسان اعتدال کا سہارا لے مثلاً وہ موسی علیہ السلام کی والدہ کا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ جب انہوں نے موسی علیہ السلام کو سمندر کے حوالے کیا تو ساتھ ہی اُن کی بہن کو بھی بھیجا کہ وہ موسی علیہ السلام کے لکڑی کے صندوق پر نظر بھی رکھے۔﴿وَقَالَت لِأُختِهِ قُصِّيهِ﴾[34] (انہوں نے موسی کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا موسی کا سراغ تو لگا) "تدبیر میں اعتدال منافی توکل نہیں۔"[35]

سورۃ الطلاق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجٗا ۝ وَيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ﴾[36]

(اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے (مضرتوں سے) نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا)

﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مِنۡ أَمۡرِهِۦ يُسۡرٗا﴾[37]

(اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا)

"توکل (صرف وکیل یعنی کارساز پر قلب کا اعتماد کرنا توکل ہے اس کی حقیقت وہی ہے جو وکیل بنانے کی ہے یعنی جس کام کو خود نہیں سمجھ سکتے وکیل کی سپرد کیا جاتا ہے پست توکل یہی ہے کہ خدا کے سپرد کام کر کے تدبیر کریں اور شریعت کے مطابق ہر کام میں اسباب کے تحت کوشش کریں) اور توکل اور تقویٰ کے ان برکات کو اہل طریقت ہر وقت مشاہدہ کرتے ہیں۔"[38]

## نتیجہ تحقیق

اس تحقیق سے یہ پتہ چلا کہ توکل ایک ایسی عمیق روحانی حالت ہے جس کا اظہار انسان کے دل کی حالت، افعال، اور رویوں میں ہوتا ہے۔ دونوں مفسرین کے ہاں توکل کا مقصد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد کرنا ہے جو انسان میں اطمینان اور سکون پیدا کرتا ہے۔ امام تُستریؒ توکل کی تکمیل میں اسباب کو اختیار کرنے سے انکار کرتے ہیں جبکہ مولانا تھانویؒ اختیارِ اسباب اور بھروسہِ الہٰی دونوں کو لازمی تصور کرتے ہیں۔ امام تُستریؒ کے نزدیک توکل عبادات میں بدن کی حیثیت رکھتا ہے توکل کی کل قوت توحید ہے۔ اور ان کے نزدیک توکل یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے ایسے ہو، جس طرح

---

[33] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 3: 56.

[34] Al-Qaṣaṣ, 28:11.

[35] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 3: 84.

[36] Al-Ṭalāq, 65:2–3.

[37] Al-Ṭalāq, 65:4.

[38] Thānwī, *Tafsīr Bayān al-Qurʾān*, 3: 566.

غسل دینے والے کے سامنے مردہ ہوتا ہے کہ جس طرح چاہتا ہے اسے پلٹتا ہے۔ مولاناؒ کے نزدیک توکل ایمان کے منافی نہیں، کسی پر مدد کے لیے انحصار کرنا، کسی کو دعا کا کہنا، یہ سب توکل کے منافی نہیں۔ مولانا کے نزدیک توکل کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھے، اپنی کوششوں کو اللہ کے حوالے کر دے، اور دنیا کی کامیابی یا ناکامی سے بے پرواہ ہو کر اللہ پر بھروسہ کرے۔ درحقیقت امام تُستریؒ ایک صوفی بزرگ تھے اور مقامات صوفیاء میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے اس لیے اُن کے تصور توکل میں انتہا پائی جاتی ہے جبکہ مولانا نے عوام کو سامنے رکھتے ہوئے اسباب کے استعمال کو ضروری قرار دیا، کیونکہ ہر ایک کو وہ مقام حاصل نہیں ہوتا جو امام تُستریؒ کو تصوف میں نصیب ہوا۔ دونوں کی آراء میں یوں تطبیق ممکن ہے کہ اسباب پر اعتماد کا مطلب دونوں مفسرین کے ہاں یہ نہیں ہے کہ دل کلی طور پر اسباب پر بھروسہ کر بیٹھے اور اسی سے امید لگائی جائے، اسی کو سہارا سمجھے، کیونکہ مخلوقات میں کوئی بھی ذات ایسی نہیں جس پر مکمل طور پر اعتماد کیا جائے، اگر مسبب الاسباب ذات ان اسباب کو موثر نہ بنائے تو یہ اسباب غیر موثر ہی رہتے ہیں۔ لہٰذا اسباب اور مسبب الاسباب میں ترجیح مسبب الاسباب کو ہی ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## Bibliography / کتابیات


* Thānwī, Ashraf ʿAlī. *Tafsīr Bayān al-Qurʾān.* Lahore: Maktaba Raḥmāniya.
* Tustarī, Sahl ibn ʿAbd Allāh. *Tafsīr Tustarī.* Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīya.
* Qushayrī, ʿAbd al-Karīm ibn Hawāzin. *Al-Risāla al-Qushayrīya.* Translated by Muḥammad Wasīm Akram al-Qādirī. Lahore: RR Printers.
* Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim.* Nishā pūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH.
* Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. *Tafsīr Ibn Kathīr.* Cairo: Dār al-Wafāʾ, 1999.
* Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr. *Jāmiʿ al-Bayān fī Tafsīr al-Qurʾān.* Beirut: Dār al-Maʿrifa, 2001.
* Ibn al-Qayyim, Shams al-Dīn. *Zād al-Maʿād fī Hady Khayr al-ʿIbād.* Cairo: Maktaba al-Manār, 1998.
* Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Al-Durr al-Manthūr fī al-Tafsīr bi-al-Maʾthūr.* Beirut: Dār al-Fikr, 2003.
* Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī.* Medina: Dār Ṭayba, 1422 AH.
* Mālik, Ibn Anas. *Al-Muwaṭṭaʾ.* Cairo: Dār al-Hadīth, 1994.